بسم اللہ الرحمن الرحیم

زکوٰۃ کے احکام و مسائل

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

زکوٰۃ کی تعریف:

عربی لغت میں ''زکوٰۃ'' کے معنی بڑھوتری، اضافہ اور پاک وصاف ہونے کے ہیں، اور شریعت میں ''زکوٰۃ'' سے مراد مال میں اللہ کا وہ حق جسے اس کے مستحقین کے حوالے کیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت:

(۱) زکوٰۃ دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۲) قرآن مجید میں ''زکوٰۃ'' کا حکم 10 مرتبہ اور ''نماز'' کے ساتھ ساتھ اس کا ذکر 26 مرتبہ آیا ہے۔

(۳) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان لوگوں سے قتال کیا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کر کے زکوٰۃ کی ادائیگی سے رک گئے تھے۔ (بخاری، مسلم)

فرضیتِ زکوٰۃ کی چند حکمتیں اور فوائد:

(۱) زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال بڑھتا اور بابرکت ہوجاتا ہے اور پاک وصاف بھی ہوجاتا ہے۔
(سورۂ روم: 39 / سورۂ توبہ: 103)

(۲) فقراء اور مساکین کی مدد کی جاتی ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۳) انسان کا نفس بخیلی و کنجوسی جیسی بری صفات سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

(۴) زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال جیسی نعمت کا شکر ادا ہوتا ہے۔

(۵) جس مال سے زکوٰۃ ادا کردی جائے وہ آفتوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ (طبرانی: ح)

(٦) زکوٰۃ کی ادائیگی سے معاشرہ صالح اور خود کفیل بن جاتا ہے اور لوگوں میں حقد وحسد کے بجائے تعاون و ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کا انجام:

جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً دین اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور جو اس کی فرضیت کا تو قائل ہو لیکن اسے ادا نہ کرے تو اس کا **انجام** قرآن وحدیث میں یوں مذکور ہے

(۱) ارشاد ربانی ہے۔ ''اور جو لوگ سونا چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر دیدیجئے، جس دن اس خزانے کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا رکھا تھا، بس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو''
(سورۂ توبہ: 5 3-34)

(۲) فرمان نبوی ﷺ ہے۔ ''اللہ نے جس کو مال سے نوازا اور پھر اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نکتے ہوں گے، یہ سانپ اس کے گلے کا طوق (ہار) ہوگا۔ اور اس کے جبڑے کو پکڑ کر کہے گا: میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیرا خزانہ......'' (بخاری)

زکوٰۃ کن لوگوں پر واجب ہے؟

زکوٰۃ ہر اس مسلمان پر واجب ہے جس کا مال نصاب (یعنی شریعت کی مقرر کردہ مقدار) کو پہنچ جائے بشرطیکہ اس مال پر ایک قمری سال گذر جائے، سوائے زمین کی پیداوار کے اس لئے کہ اس پر فصل کی کٹائی کے دن ہی زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ پیداوار نصاب کو پہنچ جائے (اگر فصل کی کٹائی سال میں دو مرتبہ ہو تو زکوٰۃ بھی اس پر دو مرتبہ واجب ہوجاتی ہے)
(سورۂ انعام: 141، اللباب: 282)

جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے:

(۱) سونا، چاندی اور کاغذی کرنسی (جیسے روپیہ، ڈالر وغیرہ)

سونا چاندی چاہے (Coins, Biscuits) کی شکل میں ہو یا زیورات کی شکل میں، دونوں صورتوں میں زکوٰۃ فرض ہوگی۔ بشرطیکہ ان کی مقدار مقررہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور اس پر ایک سال گذر چکا ہو۔

سونے کا نصاب 20 دینار اور چاندی کا نصاب 200 درہم ہے۔ (ابوداود: ص)

وضاحت: راجح قول کے مطابق سونے کا نصاب 85 گرام اور چاندی کا نصاب 595 گرام کے برابر ہے۔ (اللباب: 289)

زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ:

سب سے پہلے ان کا وزن کرلیں پھر اس وزن کا 2.5% نکال لیں یا اس کو 40 سے تقسیم کریں، اور پھر جو حاصلِ تقسیم ہو اس کو سونا، چاندی میں سے ایک گرام کی موجودہ قیمت (Present Rate) سے ضرب دے دیں، پھر جو حاصلِ ضرب ہے اس کو زکوٰۃ کی نیت سے دے دیں۔

مثال کے طور پر:

کسی کے پاس مختلف قسم کے سونے کے زیورات کا مجموعی وزن 800 گرام ہے، اس کا 2.5% یا اس کو 40 سے تقسیم کریں تو 20 گرام آئے گا، پھر اس کو موجودہ قیمت مثلاً -/Rs.1600 سے ضرب دیں، Rs. 32,000/-=20x1600/- تو اتنے روپے آپ کو زکوٰۃ میں ادا کرنا ہے۔

وضاحت: ☆ زکوٰۃ صرف خالص سونا اور چاندی میں فرض ہے، جن زیورات میں کچھ ملاوٹ ہے اس کو حساب سے الگ کردیں۔

☆ زیورات میں اگر کنکر، ہیرے اور جواہرات ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے لہٰذا انہیں بھی حساب سے الگ کردیں۔

☆ سونا 85 گرام اور چاندی 595 گرام سے کم ہو تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح ان پر ایک سال نہیں گذرا ہے تو بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔

☆ زکوٰۃ سونے کی شکل میں دیں یا اس کی قیمت کی شکل میں، دونوں طرح جائز ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ: 96/3)

کاغذی کرنسی:

کرنسی چاہے روپیہ ہو یا ڈالر وہ بھی سونا اور چاندی کے حکم میں آتی ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ: 38/3)

لہٰذا جس شخص کے پاس (راجح قول کے مطابق) سونے کے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ کرنسی موجود ہو اور اس پر ایک سال گذر چکا ہو تو اس کا 2.5% نکال لیں یا اس کو 40 سے تقسیم کرلیں، پھر حاصلِ تقسیم کو زکوٰۃ کی نیت سے دے دیں۔

(2) جانوروں میں زکوٰۃ:

جن جانوروں میں زکوٰۃ فرض ہے وہ یہ ہیں: اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں بشرطیکہ وہ مقررہ نصاب کو پہنچ جائیں اور ان پر ایک سال گذر جائے اور سال کا اکثر حصہ وہ چرتے رہے ہوں، اگر جانوروں کی تجارت کی جائے تو ''سامان تجارت'' کی طرح زکوٰۃ نکالیں۔ (مسلم، الوجیز: 216)

وضاحت: اونٹوں کا کم سے کم نصاب 5 اور گائے کا 30 اور بھیڑ بکریوں کا 40 ہے۔ (بخاری، ترمذی: ص)

(3) زرعی پیداوار میں زکوٰۃ:

زمینی پیداوار اگر 652.800 کلوگرام کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور وہ بارش، نہروں اور چشموں کے پانی سے حاصل ہوئی ہو تو اس کا 10% زکوٰۃ میں ادا کرنا ہوگا، ہاں اگر وہ مشینوں کے ذریعہ سیراب کر کے حاصل ہوئی ہو تو اس کا 5% زکوٰۃ میں ادا کرنا ہوگا۔ (بخاری)

وضاحت: سبزیوں (اور زیادہ دنوں تک نہ رہنے والے پھلوں) میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(الا یہ کہ ان کی تجارت کی جائے) (ترمذی:ص)

(4) تجارتی سامان:

جمہور علماء کے نزدیک سامان تجارت میں بھی زکوٰۃ فرض ہے (فتاویٰ اسلامیہ: 78/2)

زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ:

سال ختم ہونے پر تمام تجارتی سامان کی موجودہ قیمت لگائی جائے پھر اس کے پاس سال بھر جو بینک بیلنس رہا ہو اس کو شامل کرلیں، اسی طرح وہ قرضہ جن کا وصول یقینی ہو اسے بھی حساب میں شامل کرلیں اگر وہ خود مقروض ہو تو قرضے کی رقم نکال کر باقی رقم کا 2.5% یا اس کو 40 سے تقسیم کردیں اور حاصل تقسیم کو زکوٰۃ کی نیت سے دے دیں۔

مثال کے طور پر:

تجارتی سامان کی قیمت		:	Rs. 120,000/-
بینک بیلنس یا نقد رقم	(+)	:	Rs. 50,000/-
قرضہ جو قابل واپسی ہے	(+)	:	Rs. 80,000/-
ٹوٹل	(=)	:	Rs. 250,000/-
قرضہ، جو قرض خواہوں کو واپس کرنا ہے	(-)	:	Rs. 60,000/-
باقی رقم جس پر زکوٰۃ واجب ہے	(=)	:	Rs. 1,90,000/-

اب اس باقی رقم کا 2.5% جو کہ Rs.4750/- ہے، بطور زکوٰۃ دے دیں۔

وضاحت: (۱) جو رقم پھنس گئی ہو اگر وہ دو تین سال بعد مل جائے تو اس سال کی زکوٰۃ نکالتے وقت اس کو اپنے سرمائے میں شامل کرکے اسی سال کی زکوٰۃ دے دیں۔

(۲) مشترکہ کاروبار میں ہر شخص کو اپنے حصے کی نسبت سے زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائے یا اس کے پاس موجود دوسرے مال کے ساتھ مل کر وہ نصاب کو پہنچ جائے۔

(۳) تجارتی سامان سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جنہیں تجارت کی نیت سے خریدی جائیں، رہی وہ چیزیں جو اپنی ذاتی استعمال کیلئے ہوں، جیسے گھر، گاڑی اور زمین وغیرہ تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۴) کمپنی کے حصص (Shares) سونے کے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوں اور ان پر ایک سال گذر جائے تو ان کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔

(۵) کرائے (Rent) پر دئے گئے گھر، دکانوں اور گاڑیوں سے حاصل ہونے والی آمدنی یا ماہانہ تنخواہیں اگر خرچ کے بعد بچی ہوں اور وہ نصاب کو پہنچ جائے اور ان پر ایک سال گذر جائے تو ان کا 2.5% نکال کر زکوٰۃ دے دیں۔ ہاں اگر حاصل ہونے والی آمدنی خرچ

ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۶) تجارت کے لئے رکھی گئی زمینیں یا سامانِ تجارت جو سال دو سال یا تین سال میں بھی فروخت نہ ہوئے ہوں تو جب وہ فروخت ہو جائیں اور ان کی قیمت سونے کے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو ان کا بھی (اصل اور نفع ملا کر) 2.5% نکال کر زکوٰۃ دے دیں۔

(۷) ایک شخص کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو موجود ہو لیکن وہ خود دوسروں کا مقروض ہو تو ایسی حالت میں اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ تاہم اگر اس کے پاس کوئی جائیداد یا ذریعۂ آمدنی ایسا ہے کہ وہ اس کے ذریعے سے کما کر نہایت آسانی سے قرض اُتار سکتا ہے لیکن تساہل سے کام لیتا ہے تو ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب ہے جب کہ وہ صاحب نصاب ہو۔ (زکوٰۃ، عشر اور صدقۃ الفطر۔ از: حافظ صلاح الدین یوسف حفظ اللہ)

زکوٰۃ لینے کے مستحق کون ہیں؟

(1) فقراء: وہ لوگ جن کے پاس کچھ مال نہ ہو۔

(2) مساکین: وہ لوگ جن کے پاس کچھ مال تو ہو لیکن اتنا نہ ہو کہ جس سے وہ اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی بنیادی ضرورتیں پوری کرسکیں۔

(3) زکوٰۃ جمع کرکے مستحقین تک پہنچانے والے ملازمین۔

(4) کمزور ایمان والے نومسلم لوگ یا ایسے لوگ جن کے مسلمان ہونے کی امید ہو۔

(5) غلام آزاد کرنے کے لئے (آج کے زمانے میں اگر کوئی بے قصور مسلمان قید کرلیا جائے تو اس کو زکوٰۃ کے مال سے چھڑایا جاسکتا ہے)

(6) مقروض، جو قرض واپس کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

(7) قتال فی سبیل اللہ (ابوداود کی ایک صحیح روایت کے مطابق حج بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے)

(8) وہ مسافر جو لٹ گیا ہو یا دوران سفر اخراجات ختم ہونے کی وجہ سے سفر جاری نہ رکھ سکتا ہو۔

(سورۂ توبہ: 60)

وضاحت: مذکورہ مستحقین زکوٰۃ کے علاوہ کسی کو زکوٰۃ کا مال نہیں دیا جاسکتا ویسے اگر ہر بھلائی کے کام میں زکوٰۃ دئے جانے کی اجازت شریعت میں ہوتی تو آیت میں ''اِنَّمَا'' کے ذریعہ حصر کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ (الموسوعۃ الفقہیہ 134/3)

زکوٰۃ کے دیگر مسائل:

(1) مذکورہ مستحقین زکوٰۃ اگر اپنے قریبی رشتہ داروں میں مل جائیں تو انہیں زکوٰۃ دینے سے دوگنا اجر ملتا ہے۔ (ترمذی، نسائی: ح)

(2) اپنے بیوی بچوں، والدین اور زیر کفالت افراد کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، ہاں بہن یا بھائی اگر ضرورت مند ہوں تو انہیں زکوٰۃ دینے سے دوگنا اجر ملے گا۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ: 130/3)

(3) بیوی شوہر کو اپنے مال کی زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ (لیکن شوہر اپنے مال کی زکوٰۃ بیوی کو نہیں دے سکتا) (بخاری، مسلم)

(4) مذکورہ مستحقین زکوٰۃ میں سبھوں کو زکوٰۃ دینا ضروری نہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی پوری زکوٰۃ دے دی جاسکتی ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیہ 123/3)

(5) کسی کافر و مشرک و ملحد کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ (ہاں اگر ان کے مسلمان ہونے کی امید ہو) (بخاری، مسلم)

(6) محمد ﷺ کے خاندان والے بنو ہاشم و بنو مطلب کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی (بخاری، مسلم)

(7) کسی مال پر زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے بھی پیشگی (Advance) اس کی زکوٰۃ نکالی جاسکتی ہے۔ (ترمذی: ح)

(8) رمضان ہی میں زکوٰۃ نکالنا ضروری نہیں ہے بلکہ مال پر جیسے ہی قمری سال گذر جائے تو اس کی زکوٰۃ نکال دینی چاہیے۔

(9) وسائل آمدنی یعنی زمین، کھیت، فیکٹری کی مشینیں، مکانات اور گاڑیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ ان سے حاصل ہونے والی آمدنی پر زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر ایک سال گذر جائے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 78/2)

(10) غلطی سے زکوٰۃ کسی غیر مستحق کو دے دی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی (مسلم)

(11) بیت المال یا کسی رفاہی ادارے میں لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے جمع کی گئی رقم پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 89/2)

(12) حکومت کو دئے گئے ٹیکس وغیرہ کو زکوٰۃ میں شمار کرنا درست نہیں۔ (الموسوعۃ الفقہیہ 142/3)

(13) قرض کی زکوٰۃ: جو قرضہ قابل واپسی ہو اسے بھی اپنے مال میں شامل کرکے اس کی بھی زکوٰۃ دے دیں، البتہ وہ قرضہ جو قابل واپسی نہیں ہے اس کو اپنے مال میں شامل نہ کریں، اگر واپس ہو جائے تو ایک سال کی اس کی زکوٰۃ دے دیں۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 94/2)

(14) کسی غریب کو آپ نے کچھ پیسے قرض میں دیا، لیکن جب قرض کی واپسی ناممکن سی ہوگئی تو آپ اس کو زکوٰۃ میں شامل نہیں کرسکتے۔ ہاں اگر شروع ہی میں قرض دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت رہی ہو تو اب اس کو زکوٰۃ میں شمار کرسکتے ہیں۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 89/2)

(15) مال میں واجبی زکوٰۃ کے علاوہ بھی غریبوں اور مسکینوں کا حق ہوتا ہے جو نفل خرچ کے طور پر دیا جانا چاہیے۔ (مسلم)

مرتب: کے. ابو یاسر امین الرحمٰن عمری مدنی بن کے. سعد اللہ باشا

ناشر:
جامعہ محمدیہ منصورہ، بنگلور۔ ۴۵
موبائل: 9945307635

2010